Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Women's Inheritance Issues in Pakistan and Their Resolution through Islamic Teachings: A Critical and Analytical Study

پاکستان میں خواتین کو تقسیمِ وراثت میں درپیش مسائل اور ان کا اسلامی حل: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Shabana Rafiq (Corresponding Author)**
   Lecturer, Department of Islamic Studies, Government Graduate College for Women, Kot Chutta, Dera Ghazi Khan, Pakistan. sdkhan6656@gmail.com
2. **Saad Rafiq**
   M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
3. **Javeria Rafiq**
   M.Phil Scholar, Department of Urdu, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

Citation

Rafiq, Dr. Shabana, Saad Rafiq, and Javeria Rafiq." Women's Inheritance Issues in Pakistan :and Their Resolution through Islamic Teachings A Critical and Analytical Study."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.2, April–June (2025): 552−567.

Submission Timeline

Received: Mar 12, 2025
Revised: Mar 25, 2025
Accepted: April 16, 2025
Published Online: May 07, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System

Women's Inheritance Issues in Pakistan and Their Resolution through Islamic Teachings: A Critical and Analytical Study

پاکستان میں خواتین کو تقسیم وراثت میں درپیش مسائل اور ان کا اسلامی حل: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

☆ڈاکٹر شبانہ رفیق　　☆سعد رفیق　　☆جویریہ رفیق

Abstract

Islam is a complete code of life that provides comprehensive guidance to its followers in every sphere, including social, moral, and legal matters. The Islamic system, as revealed through the Qur'an and Sunnah, outlines a just and balanced family structure, addressing the roles, responsibilities, and rights of each member. Several Surahs, including Surah al-Nisāʾ, Surah al-Ṭalāq, and Surah al-Ḥujurāt, emphasize the significance of a well-structured family system and offer detailed instructions to ensure justice within it. Among the many rights granted by Islam, the right to inheritance holds a pivotal place, particularly for women. Islam unequivocally secures a woman's share in inheritance, regardless of her role or marital status. However, in Pakistan, women often face significant challenges in obtaining their rightful share due to cultural practices, lack of awareness, and socio-legal hurdles. This study aims to explore the nature of these inheritance-related problems faced by Pakistani women and to present solutions based on Islamic teachings. Despite clear Qur'anic injunctions, many misconceptions and violations persist in society regarding the distribution of inheritance. These issues not only result in the deprivation of women but also disrupt family harmony and justice. The article emphasizes the necessity of aligning societal practices with Islamic principles to ensure fair distribution of wealth. It concludes that raising awareness, legal reforms, and religious education are essential for resolving these issues and protecting women's inheritance rights in Pakistan.

Keywords: Inheritance rights, Pakistani women, Islamic teachings, family law, legal and social issues.

تعارف موضوع

انسان کو اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے مال کی ضرورت ہوتی ہے چاہے وہ روپے کی صورت میں ہو یا اشیا کی شکل میں ہر انسان کے پاس چاہے وہ امیر ہو یا غریب کچھ نہ کچھ مال ضرور ہوتا ہے جو اس کی وفات کے بعد مال میراث کہلاتا ہے۔ وراثت کی تقسیم کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تقسیم وراثت کی ضرورت آج سے چودہ سو سال پہلے ہی نہیں محسوس کی گئی بلکہ یہودیوں اور رومیوں اور ایرانیوں نے بھی اس ضرورت و اہمیت کو محسوس کیا اور نظام ترتیب دیے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کے نظام تشنہ تکمیل تھے۔ اسلام میں وراثت کا ایک مکمل اور جامع نظام

☆ لیکچرار، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ گریجویٹ کالج فار ویمن، کوٹ چھٹہ، ڈیرہ غازی خان، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اردو، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان، پاکستان۔

پیش کرتا ہے وراثت کا علم اہم اور قابل قدر علم ہے لیکن ہمارے معاشرے میں تقسیم وراثت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس موضوع پر اس لیے قلم اٹھایا گیا ہے تاکہ مرد و خواتین ترکہ کو تقسیم اللہ کی ہدایت کے مطابق کرنے کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔

وراثت کی تفہیم

لفظ وراثت مادہ ارث اور ورث سے ہے۔ جو دراصل ایک ہی معنوں میں لیا جاتا ہے۔

ورثہ وارث کی جمع ہے وراثت ترکہ یعنی وہ مال و اسباب جو مرنے والا چھوڑ جائے میراث پانے والے یعنی حصہ پانے والے۔

"ورثہ: ترکہ میراث یعنی مرنے والے کا چھوڑا ہوا مال اسباب"[1]

وراثت اسم مونث یعنی مرد کے مال کا وارث ہونا۔ ورثاء اسم مذکر ترکہ میں سے مرد کے مال کا وہ حصہ جو حقدار تک پہنچے۔ ورثہ اسم مذکر: میراث پانے والے لوگ، قانون وراثت علم المیراث کہلاتا ہے تقسیم وراثت کے لیے کسی قانونی اور مخصوص رشتے کا ہونا ضروری ہوتا ہے . اسلام کی رو سے مسلمان کسی شخص کو وارث کا حقدار نہیں کر سکتا نہ ہی کسی وارث شخص کو اس کے حق سے محروم کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میراث میں سے جنازہ اور قرضے کے اخراجات نکالنے کے بعد باقی جو کچھ بچ جائے گا اس کا ایک تہائی حصہ میراث میں وصیت کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ متوفی کے ترکہ میں سے تقسیم کی جانے والی چیز کو ہم وراثت کہیں گے اور جن لوگوں میں یہ تقسیم کی جائے گی وہ وارث یا ورثہ کہلاتے ہیں تقسیم کا یہ اصول اصول وراثت کہلاتا ہے۔ مفردات القرآن میں ہے:

"الورثته الحقيقه هی ان يحصل للانسان شی کا يکون عليه فيه ربوه ولا عليه محاسبه"[2]

فقہی معنوں میں وراثت یہ ہے کہ انسان کوئی چیز بغیر کسی محنت اور ملکیتی حق کے حاصل کر لیتا ہے۔

احکام المواریث میں ہے:

"شریعت اسلامیہ میں وراثت کا اطلاق کسی شخص کا کسی شے کے مالک کی موت کے بعد اس پر مخصوص اسباب و شرائط کے ساتھ استحقاق پر ہوتا ہے۔"[3]

عبدالرشید السجاوندی کے نزدیک:

"وفی العرف والا اصطلاح الفريضه ما قدر مناسهام فی الميراث:العلم الفرائض وهو علم يبحث فيه عن كيفيته قسميت المواريث بين مستحقها وفيه قوله الفرائض هو فی الماءصطلاح علم الاصول من فقه و حساب يعرف به حق الوراثته من التركه"[4]

فقہ کی اصطلاح اور عرف کے مطابق فریضہ کے معنی وراثت کا متعین حصہ ہیں اور علم الفرائض وہ علم ہے جس میں مستحقین کے درمیان وراثت کی تقسیم کی کیفیت سے متعلق بحث کی جاتی ہے اس کو الفرائض بھی کہا جاتا ہے اور اس کے معنی ہیں کہ وہ علم جس میں فقہی اعتبار سے وراثت کے اصول اور اس کی شریعت اور حق کے حساب سے بحث کی جاتی ہے وہ فرض کہلاتا ہے۔"

الغرض وراثت سے مراد وہ منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ہے جو کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

---

1. *Urdu Dā'ira Ma'ārif, Maqāla Punjab. Lahore: Danishgāh Punjab, 1406 AH/1985, 4: 1/28.*
2: Al-Aṣfahānī, Rāghib, Imām. Mufradāt al-Qur'ān. Lahore: Islāmī Academy, Urdu Bazaar, n.d., 519.
3: Muḥyī ad-Dīn 'Abd al-Ḥamīd. *Aḥkām al-Mawārīth*. Cairo: Dār al-Iḥyā' al-Kutub al-'Arabiyya, 1367 AH/1947, 5.
4: Asrajī, Muḥammad ibn 'Abd ar-Rashīd Asajāwandī. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, n.d., 3.

کوئی شخص اپنی زندگی میں کتنی دولت تو نہ کمال ہے چاہے وہ کتنا ہی سنبھال کر رکھے اس کے مرنے کے بعد اس کی تمام جائیداد اس کے وارثوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ ورثاء میں صرف بیوی اور اولاد ہی شامل نہیں ہیں بلکہ ماں باپ کے ساتھ ساتھ بہن بھائی بھی اس وراثت کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس کی تعلیم دی ہے اور ہر ایک وارث کے حصے الگ الگ مقرر کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تقسیمِ وراثت کے احکام بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

" تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"[5]

ترجمہ: یہ اللہ تعالی کے مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ دے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ"6

ترجمہ: "بغیر کسی کو نقصان پہنچائے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔"

اس سلسلہ میں ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ فرائض اور حقدار جسے اللہ تعالی نے مقرر کیا ہے اور میت کے وارثوں کو ان کی قرابت کی نزدیکی اور ان کی ضروریات کے مطابق جتنا جسے دلوایا ہے یہ سب اللہ کی حدود ہیں تم ان حدود سے تجاوز نہ کرو۔ جو شخص اللہ کے ان احکام کو مان لے اور کسی وراث کے حصہ کو کم و بیش دلوانے کی کوشش نہ کرے۔ اللہ کے حکم اور فریضہ کو اس کی مرضی کے مطابق ویسے ہی بجالائے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ہمیشہ بہنے والی نہروں کی جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو اللہ کے حکم کو بدل کر اور اس کے خلاف عمل کریں اور اللہ کی تقسیم کو عادلانہ نہ سمجھیں تو اس شخص کے لیے ڈرانے والا عذاب ہے۔"[7]

امین حسن اصلاحی فرماتے ہیں:

"بعض اوقات انسان اپنے ذاتی میلان کی بنا پر ایک دوسرے کو ترجیح دیتا ہے لیکن یہ ترجیح دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے غلط ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کسی کو اپنے ذاتی میلان کی بناء پر نظر انداز کرتا ہے۔ بعد کے حالات ثابت کرتے ہیں کہ ان کا یہ رویہ صحیح نہیں تھا بس ضروری یہی ہے کہ آدمی جو قدم اٹھائے اپنے ذاتی میلانات کی بجائے شریعت کی ہدایت کے مطابق اٹھائے۔ اسی میں اس کی خیر و عافیت ہے جو لوگ شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اللہ کے علم و حکمت کی تحقیر کرتے ہیں جس کی سزا عمومی طور پر انہیں دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ملے گی۔"[8]

5: An-Nisā’, 4:13.
6:An-Nisā’, 4:12.
7: Ibn Kathīr, Imām. Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm. Lahore: Suhail Academy, 1403 AH/1982, 1: 461.
8: Islāḥī, Amīn Ḥasan, Maulānā. Tadabbur-e-Qur’ān. Lahore: Markazī Anjuman Khuddām al-Qur’ān, 1397 AH/1976, 2: 261.

قرآن وحدیث میں بھی علم الفرائض کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور اس علم کے سیکھنے اور سیکھانے کی ترغیب دی گئی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

"تعلموا القرآن والفرائض وعلموا الناس فإني مقبوض"[9]

قرآن اور فرائض کا علم سیکھو اور سکھاؤ اس لئے کہ میں وفات پانے والا ہوں۔

دوسری جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"تعلموا الفرائض وعلموه الناس فإنه نصف العلم وهو أول شيء ينسى وهو أول شيء ينتزع من أمتي"[10]

فرائض کا علم سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ علم کا آدھا حصہ ہے اور یہ علم بھلا دیا جائے گا اور سب سے پہلے میری امت سے چھین لیا جائے گا۔

اس طرح اس علم کا مقصد انسانوں میں انس و محبت پیدا کرنا ہے۔ اس علم کی بدولت انسانی تعلقات کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس مال نہ ہو تو رشتے داروں کا رویہ دوسرے ہی دن اس کے سامنے آجاتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے، انسانی تعلقات صرف مال و دولت پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن یہ بھی سچ ہے کے تعلقات اور رشتوں کو استوار کرنے کے لئے مال و دولت زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

قبل از اسلام عورت کا وراثت میں حصہ:

زمانہ جاہلیت میں ایک غلط طریقہ یہ بھی رائج تھا۔ کہ مرنے والے شخص کی جائیداد کے وارث صرف وہ لوگ ہوتے تھے جو پورے مرد اور جوان ہوں اور جنگ میں جانے کے قابل ہوں۔ عورتیں بچے اور ضعیف لوگ اس حق سے محروم ہوتے تھے۔ معصوم یتیم اور بیوہ عورتیں چیختی چلاتی رہتی تھی لیکن ان کے مال پر کوئی بھائی کوئی چچا وغیرہ قبضہ کر لیتا تھا۔ اس ظالمانہ روش کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور وراثت جیسی ظالمانہ تقسیم کو ختم کیا۔ اس حوالے سے حضرت ابو بکر جصاص لکھتے ہیں:

"کہ اہل جاہلیت دو باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے اول منصب کی بناپر دوم سبب کی بناپر۔"[11]

نسب کی بنیاد پر وراثت کے استحکام کی وجہ سے وہ نابالغوں اور عورتوں کو وراثت کا حق دار قرار نہیں دیتے تھے۔ بلکہ صرف ان اشخاص وراثت کے حقدار ہوتے تھے جو جنگ میں جانے کے قابل ہوں۔ اور مال غنیمت سمیٹ سکیں۔ اس ساری صورتحال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"[12]

ترجمہ: "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔"

"اسلام میں کسی حقیقی وارث کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہر ایک کا وراثت میں حصہ مقرر ہے اور طے شدہ اصولوں کے تحت دیا جاتا ہے۔"[13]

9: At-Tirmidhī, Imām. Jāmi‘ Tirmidhī, Kitāb al-Farā’iḍ, Bāb Mā Jā’a fī Ta‘līm al-Farā’iḍ. Beirut: Dār al-Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d., ḥadīth 2091.

10 : Ad-Dāraquṭnī, Abū al-Ḥasan ‘Alī ibn ‘Umar. Sunan ad-Dāraquṭnī, Bāb al-Farā’iḍ wa Sunan Ghayra Dhālika. Beirut: Dār al-Ma‘ārif, 1386 AH, ḥadīth 1.

11: Jaṣṣāṣ, Abū Bakr. Aḥkām al-Qur’ān. Beirut: Dār al-Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d., 2: 14.

12 : An-Nisā’, 4:11.

13: Jaṣṣāṣ, Aḥkām al-Qur’ān, 2: 14.

اسلام میں عورت کی تقسیم وراثت کا آغاز:

تاریخ و تفسیر کی کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ مکہ میں تھے تو تقسیم وراثت زمانہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔ مدینہ میں بھی کچھ عرصہ تک اسی تقسیم پر عمل ہوتا رہا۔ اس کے بعد سورۃ نساء نازل ہوئی جس میں وراثت کے اصول اور ورثہ کے حصے مقرر کیے گئے تھے۔ اس طرح آہستہ آہستہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ختم ہو گیا اور اسلامی طریقے کے مطابق وراثت مسلمانوں میں تقسیم ہونے لگی۔ اس حوالے سے زمانہ جاہلیت کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے:

ایک انصاری صحابی سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کا غزوہ احد میں انتقال ہو گیا اس نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ نے جن دو اشخاص کو اپنے مال کا وکیل مقرر کیا تھا انہوں نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ بیوی اور بچے چیختے چلاتے رہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا"[14]

ترجمہ: "اور مال میراث سمیٹ کر کھا جاتے ہیں۔"

سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی روتی ہوئی حضور پاکؐ کے پاس آئی کہ اب ان بچیوں سے کون نکاح کرے گا جبکہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کا شدید دکھ اور افسوس ہوا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم صادر نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس وقت تقسیم وراثت کے متعلق کوئی قرآنی احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی کو تسلی دے کر واپس بھیج دیا۔ اور اللہ تعالی کا حکم آنے تک صبر کرنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا "15

ترجمہ: "ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں مردوں کا حصہ بھی ہے اور عورتوں کا بھی۔ خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ اس میں حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔"

"ادْعُوا لِىَ الْمَرْأَةَ وَصَاحِبَهَا ». فَقَالَ لِعَمِّهِمَا « أَعْطِهِمَا الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِىَ فَلَكَ"16

ترکہ میں سے دو تہائی سعد کی بچیوں کو دو اور آٹھواں حصہ ان کی والدہ کو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام میں وراثت کی منتقلی:

مشترکہ خاندانی نظام کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ چونکہ جائیداد کے انتظام کی پوری ذمہ داری فرد واحد پر عائد ہوتی ہے اس لیے وہ اکثر اپنی تمام خواہشات کو اپنے پیچھے رکھتا ہے اور صرف اپنے خاندان کا نام اونچا کرنے پر توجہ دیتا ہے۔ اس کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ جب ایک شخص کو پورے خاندان کا کرتا دھرتا بنا دیا جاتا ہے۔ تو خاندان کے دیگر افراد میں احساس محرومی بڑھتا ہے۔ کوئی اپنے والدین کی سرپرستی تو برداشت کر سکتا ہے لیکن خاندان کے کسی دوسرے فرد کی نہیں۔ یہ نظام اس لحاظ سے بھی اسلام کے مخالف ہے کہ اسلامی نظام میں وراثت کو ایک خاص

---

14 : Al-Fajr, 89:19.

15 : An-Nisā’, 4:7.

16 : Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath (d. 275 AH), Imām. Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Farā’iḍ, Bāb Mā Jā’a fī Mīrāth aṣ-Ṣulb. Beirut: Dār al-Kitāb al-‘Arabī, n.d., ḥadīth 2893.

اسلامی قانون کے تحت سب میں برابر تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن مشترکہ خاندانی نظام میں الٹی گنگا بہتی ہے۔ کہ کسی شخص کی موت کے بعد وراثت منتقل کرنے کے بجائے تمام جائیداد کا انتظام کسی دوسرے فرد کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ موروثی چکر جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔۔ اگر اس اصطلاح کو وسیع مفہوم میں دیکھیں تو اس سے مراد خاندان کے ساتھ ساتھ میراث کے بعد جائیداد بھی اکٹھے رکھنا ہے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ شرعی قوانین کے مطابق صاحب جائیداد کی وفات کے بعد وراثت تقسیم کرو لیکن مشترکہ خاندانی نظام میں تو ایسا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بعض مذہبی معاشرے عورت کو وراثت میں کوئی حق نہیں دیتے تھے لیکن ان مذاہب اور معاشروں کے برعکس اسلام نے عورت کو وراثت میں باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ"[17]

ترجمہ: "اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں ہدایت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔"

یعنی مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، اسی طرح عورت باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت وصول کرتی ہے۔ اس طرح عورت کو مہر کی صورت میں یا وراثت کی صورت میں جو مال بھی ملتا ہے وہ پوری طرح اس کی مالک ہوتی ہے کیوں کہ اس پر کوئی اور معاشی ذمہ داری نہیں ہوتی اور معاش کی تمام ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے مرد پر ڈالی ہے اس لیے عورت سب رشتوں سے جو کچھ وصول کرتی ہے وہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگرچہ مرد کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا اس طرح اسلامی معاشرہ میں سے عورت کی مالی حالت اتنی زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو جاتی ہے کہ وہ مرد سے بھی زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا:

"كان المال للولد وكانت الوصية للوالدين فنسخ الله من ذلك ما أحب فجعل للذكر مثل حظ الأنثيين وجعل للأبوين لكل واحد منهما السدس وجعل للمرأة الثمن والربع وللزوج الشطر والربع"[18]

"ان کا کہنا ہے کہ ابتدائے اسلام میں کل مال بیٹے کو ملتا تھا اور ماں باپ کو وہ ملتا تھا جس کی وصیت کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اسے منسوخ کر دیا اور مرد کے لیے عورت سے دوگنا مقرر فرمایا۔ ماں باپ کے لیے چھٹا حصہ اور تہائی حصہ مقرر فرمایا بیوی کے لئے آٹھواں حصہ یا چوتھائی حصہ مقرر فرمایا اور خاوند کو نصف یا چوتھائی عطا کیا۔" گویا قرآن و احادیث میں عورت کی وراثت کے حوالے سے واضح احکامات موجود ہیں۔

وراثت کا قانون 1961ء:

"مسلم عائلی قوانین آرڈیننس کی دفعہ نمبر 4 کی رو سے اگر مورث کی زندگی میں اس کا کوئی لڑکا یا لڑکی فوت ہوگئی ہو تو ان کی اولاد وراثت میں سے اتنا حصہ پائے گی جتنا کہ لڑکا یا لڑکی زندہ ہونے کی صورت میں پاتے۔ یعنی مورث کی زندگی میں اس کا لڑکا یا لڑکی فوت ہو جائے تو اس کے جو وارث بھی مورث کی موت کے وقت زندہ ہوں وہ مورث کی جائیداد کا اتنا حصہ پائیں گے جتنے حصے کی وصیت مورث نے ان کے حق میں کی ہو۔ مگر یہ حصہ قرار داد کے ایک تہائی سے زائد نہ ہوگا اور اگر مورث نے کوئی وصیت نہ کی ہو تو اس صورت میں فوت ہو جانے والے لڑکے یا لڑکی کے

17:An-Nisā', 4:11.

18 ـ Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā'īl (d. 256 AH), Imām. Ṣaḥīḥ al- Abū Bukhārī, Kitāb al-Waṣāyā, Bāb Lā Waṣiyyata li-Wāris. Beirut: Dār Ibn Kathīr al-Yamāma, 1407 AH, ḥadīth 2596.

وارث اور اس کے دوسرے ورثاء سے اتنا نفقہ وصول کرنے کے حقدار ہوں گے جتنا کے مسلم عائلی تنازعات کا تصفیہ کرنے والی عدالت تمام متعلقہ امور پر غور کرنے کے بعد اسلامی شریعت کے مطابق ان کے لیے تجویز کرے لیکن یہ نفقہ اس وصیت کی مقدار سے زائد نہ ہو گا جتنی وصیت کہ متوفی ان کے حق میں شرعاً کر سکتا تھا۔"[19]

اس آرڈیننس کے نفاذ سے قبل اگر کوئی شخص وفات پا جاتا تھا تو اس کے پوتے اور پوتیاں جن کے والدین اس شخص کے فوت ہونے سے قبل وفات پا چکے ہوتے تھے وراثت میں سے کچھ بھی وصول نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اب اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد وراثت کے شرعی اصول میں ایک تبدیلی عمل میں لائی جا چکی ہے۔

وراثت کی تقسیم میں کوتاہیاں:

پاکستانی نظام میں جائیداد کی تقسیم کا یہ بھی ایک غلط طریقہ ہے۔ اگر کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی وراثت کو تقسیم کرنے کے بجائے اسے مشترکہ ہی رہنے دیا جاتا ہے جو کچھ بھی میت کی زندگی میں ہے وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ جائیداد کے معاملات کسی بالغ یا ماتحت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور وہی شخص جائیداد کی آمدنی بانٹنے اور حصے داروں کو دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور جو جائیداد آمدنی کا ذریعہ نہیں ہوتی وہ جامد رہتی ہے۔ کچھ حصہ دار جائیداد سے مکمل طور پر محروم ہیں خاص طور پر بہویں یا بیوہ بہنیں اور کمزور مرد جو اپنے مالی حقوق کے لیے بات نہیں کر سکتے۔ بعض اوقات کچھ لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں اور اپنی جائیداد پیچھے چھوڑ جاتے ہیں تو بعض حالات میں ان کو بھی اس جائیداد میں سے کچھ حصہ نہیں دیا جاتا۔ جائیداد کے حصہ داروں میں بہت سے افراد مرتے اور پیدا ہوتے ہیں لیکن وراثت تقسیم نہیں کی جاتی۔ اگر کوئی حصہ دار ہمت کر کے اپنا حصہ بیچنے یا لینے کی ہمت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اسے کچھ حصہ دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے۔ اس طریقے میں مندرجہ ذیل نقصانات ہیں۔

> "کمزور لوگوں کا اپنا مال ہوتے ہوئے بھی اسے دوسروں کے رحم و کرم پر رہنا پڑتا ہے خصوصی طور پر یتیم بچے بیوہ یا مطلقہ خواتین اور مالی لحاظ سے کمزور افراد بھی یہ تمام طبقہ مالی پریشانی کی وجہ سے اور بھی بہت سے مسائل کا شکار ہو جاتا ہے خصوصاً تعلیم اور علاج سے محرومی وغیرہ اس پر قابض اور خوشحال رشتہ داروں کی خوشحالی خار بن کر کھٹکتی رہتی ہے۔ اگر گھر کا سربراہ کبھی کبھی بھی وہ مطلقہ یا یتیم یا کمزور افراد کی مالی امداد کر دیتا ہے تو اس کا احسان جتایا جاتا ہے۔ اور لینے والے شخص کو اس کی کرم نوازی سمجھی جاتی ہے۔ اور لوگ مدد کرنے والے شخص پر واہ واہ کرتے ہیں کوئی یہ نہیں سوچتا کہ اس شخص نے بھی کمزور اور مظلوم افراد کی جائیداد پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کیونکہ ایک شخص جائیداد کا مالک ہوتے ہوئے بھی اس کو اس کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے۔ بعض اوقات اس معاشی کمزوری کی وجہ سے وہ حرام کمائی کی طرف قدم اٹھا لیتا ہے اور اپنا حلال مال ہوتے ہوئے بھی حرام کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مشترکہ جائیداد ہونے کی بنا پر لڑکیوں کے رشتے عموماً چچاؤں

19 ۔ Qārī, Muḥammad Ṭāhir, Dr. ‘Ā’ilī Qawānīn aur Pākistānī Siyāsat. Lahore: Jang Publishers, Sir Agha Khan Road, 1420 AH/1999, 88.

کے گھروں کے علاوہ کہیں اور نہیں کیے جاتے عموماً یہ رشتے بے جوڑ ہوتے ہیں اکثر اوقات لڑکا یا لڑکی راضی نہیں ہوتے کیونکہ ان کا نکاح زبردستی کر دیا جاتا ہے"۔[20]

تقسیم وراثت کو ملتوی کیے رکھنا:

اللہ تعالی مومنین کو نصیحت کرتا ہے کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے اس کی میراث سے قرض ادا کرنے کے بعد اس کی وراثت اس کی مرضی یا وصیت کے مطابق تقسیم کی جائے۔ یہ کام جتنی جلدی ممکن ہو کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود بھی لوگ وراثت کو تقسیم کرنے کی بجائے کافی عرصہ تک ملتوی کر دیتے ہیں۔ "وراثت کی تقسیم جلدی کرنے کے بجائے کئی نسلوں تک ملتوی کر دی جاتی ہے۔ مرنے والے کے مال میں سے ہی اس کے قل اور برسی وغیرہ کی جاتی ہیں حالانکہ وہ مال میت کے ورثاء کا ہوتا ہے اور اس پر بغیر تقسیم کیے کسی کا تصرف کرنا جائز نہیں۔ کاروبار اور گھر کی چیزیں مشترک ہونے کی بنا پر یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس میں کس کا کتنا حصہ ہے۔ کوئی بھی زمین دکان یا کوئی چیز خریدتے وقت یہ فیصلہ نہیں کیا جاتا کہ یہ کس کی ملکیت ہو گی۔ مرنے والے کی اگر بیوہ اور بچے ہیں تو اکثر گھروں میں انہیں کچھ بھی نہیں دیا جاتا اگر گھر کا بڑا دے دے تو پورے خاندان میں اس کی ہوتی ہے سربراہ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس جائیداد میں بیوہ کے شوہر اور بچوں کے باپ کی کمائی یا جائیداد بھی شامل ہے۔"[21]

پنجاب میں عورت کی وراثت:

پنجاب میں لڑکی کو لڑکے کی موجودگی میں کوئی حصہ نہیں دیا جاتا۔ "سیالکوٹ اور اردگرد کے دوسرے اضلاع میں جائیداد کا اصل وارث لڑکا ہوتا ہے لیکن لڑکیوں کو جہیز کے نام سے باپ نے جو کچھ علیحدہ رکھا ہو وہ دے دیا جاتا ہے۔"[22]

عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرنے والے ادارے کی رپورٹ کے مطابق پنجاب میں عورتوں کی وراثت کی عملی صورتحال کچھ یوں ہے کہ "اگر صرف لڑکیاں ہی وارث ہوں تو غیر منقولہ جائیداد عورتوں کے نام نہیں کی جاتی۔ زمین چچا کے قبضے میں رہتی ہے۔ ملتان اور بہاولپور کے علاقوں میں "حق بخشوانا" لڑکیوں کی شادی نہ کرنا اور قرآن سے شادی کر دینا تاکہ جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔ بہن کو زبردستی بھائیوں کے حق میں جائیداد سے دستبردار کرا لیا جاتا ہے۔"[23] لیکن عورتوں میں اب تعلیم کے ساتھ ساتھ آگہی بڑی تیزی سے آ رہی ہے۔ بیٹیاں عدالتوں میں مقدمات بھی دائر کر رہی ہیں۔"[24]

"پنجاب کے بعض علاقوں میں اب بھی جدی پشتی طریقہ تقسیم جائیداد کا طریقہ رائج ہے۔ جاٹوں، اعوانوں اور گجروں کے رواج کے مطابق ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں جائیداد کی تقسیم "چونڈا ونڈ" کی ایک رسم کے تحت ہوتی ہے۔ یعنی جتنی بیویاں ہوں ان کی تعداد پر جائیداد تقسیم کی جاتی ہے اور اولاد کی تعداد کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ زمین کو اولادِ نرینہ کی تعداد پر تقسیم کیا جاتا ہے جسے "پگ ونڈ" کہتے ہیں۔ اب معاشرتی حقوق میں انصاف پسندی کے عام رجحان کی وجہ سے مذکورہ رسم آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے اور اولاد کی تعداد کے مطابق فرداً فرداً سب کو

20 ۔Umm ‘Abd Munīb. Taqsīm-e-Wirāsat aur Hamāra Mu‘āshara. Lahore: Mashriba ‘Ilm-o-Ḥikmat, Nadeem Town, Multan Road, n.d., 20–22.

21. Umm ‘Abd Munīb. Tarz-e-Rihā’ish: Alag yā Mushtaraka. Lahore: Mashriba ‘Ilm-o-Ḥikmat, n.d., 65.

22 ۔ Amīr Fayāẓ, Dr. Musalmān ‘Aurat aur Yūrapī Sāzishēn. Swat: Media Services, Mangora, 1426 AH/2005, 91.

23 ۔ Rabīn Hāwī, Dr. Mubashshir al-Ḥaq. Islāmī Samāj. Delhi: Council barā-e Farūgh Urdu Zabān, 1422 AH/2001, 258.

24 ۔Manṣūr Khālid. ‘Aurat, Khandān aur Hamāra Mu‘āshara. Islamabad: Institute of Policy Studies, 1423 AH/2002, 148.

قانونی و شرعی حصہ ملنے لگا ہے۔ پنجاب کے بعض علاقوں میں عورت کو بادل نخواستہ کچھ نہ کچھ حصہ" دینا پڑتا ہے۔ غیر منقولہ جائیداد میں بھی سال میں دو بار حصہ بٹایا جاتا ہے۔"[25]

قرآن سے شادی:

پاکستان میں جاگیر دار اور وڈیرے لوگ جائیداد خاندان سے باہر جانے کے ڈر سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں خاندان سے باہر نہیں کرتے۔ اور پھر دوسرے لوگوں نے بھی اس دیکھا دیکھی میں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا شروع کر دیا۔

> "سندھ میں جائیداد باہر جانے سے روکنے کے لیے لڑکیوں کی شادیاں قرآن سے کر دی جاتی ہیں۔ جس کے بہت زیادہ سنگین اور فحش قسم کے نتائج سامنے آتے ہیں۔ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے کلام الٰہی ہے یہ ایک انتہائی شرمناک ظالمانہ اور گستاخانہ فعل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو اپنے ہاتھوں دعوت دینے والا کام ہے۔ سوچنے کی بات ہے جائیداد کو مشترکہ رکھنے کے لئے کتنے ہی گناہ مول لیے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک گناہ گناہ کبیرہ سے کم نہیں"[26]

"سندھ میں یہ رجحان ایک گھناؤنی شکل اختیار کر چکا ہے اور قرآن سے شادی مکروہ فعل کی آڑ میں اسے متبرک اور مقدس بنانے کی حیلا سازی کی گئی ہے۔ جاگیر دار اور وڈیرے خاندان میں کسی مناسب بر کی عدم دستیابی کی صورت میں اپنی لڑکیاں قرآن سے بیاہ دیتے ہیں۔ اور قرآن سے شادی کے نام پر لڑکی سے نکاح کا حق بخشوا نا لیتے ہیں۔ اور پھر لڑکی ساری عمر راہبہ کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ یہ نا صرف علم و ناانصافی کے انتہائی بدترین شکل ہے بلکہ قرآن کے ساتھ بھی ایک سنگین مذاق ہے جو محض اپنی جائیداد کے بٹوارے کے خوف سے ایک ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔"[27]

اس گھناؤنے کھیل میں ملوث افراد کو فوراً توبہ کرنی چاہیے اور شرعی طریقہ کے مطابق لڑکی کی شادی کرنی چاہیے ورنہ جہنم میں دردناک سزا کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ لوگ جائیداد کو بچانے کی خاطر ساری عمر لڑکی کی شادی نہیں کرتے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔

اسلامی تعلیم سے بیگانگی:

"ہندو معاشرت کے نکالی نے عورتوں کی وراثت کے مسئلہ کو بڑا سنگین بنا دیا ہے۔ عموماً بھائی بہنوں سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر تم ہم سے تعلق قائم رکھنا چاہتی ہو تو وراثت کا خیال دل سے نکال دو۔ اور بہنیں صرف یہ سوچ کر کے باپ تو پہلے ہی فوت ہو چکا ہے اب ہمارا میکہ بھائیوں کے دم قدم سے ہے یہ بھی ہم سے ناراض ہو گئے تو پھر ہم بھائیوں کی شکل دیکھنے سے بھی محروم نہ رہ جائیں اس وجہ سے وہ کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے جائیداد کا اپنا حصہ تمہیں خوشی سے دے دیا۔ حالانکہ جس حق کو یہ بہنیں خوشی سے دے رہی ہوتی ہیں وہ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ ہماری کتنی بڑی مجبوری ہے۔ چند خوف خدا دیندار لوگوں کے علاوہ مسلمانوں کی اکثریت بہنوں کو جائیداد کے حق سے محروم کر کے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے۔"[28]

---

25 ۔ Jadīd Dunyā mein Islāmī Qawānīn aur Khawātīn. International Conference, Joint Forum, 1421 AH/2000, 196.

26۔Umm ʻAbd Munīb, Taqsīm-e-Wirāsat aur Hamāra Muʻāshara, 23.

27۔ ʻAlvī, Surayya Batūl. *Jadīd Taḥrīk-e-Niswān aur Islām*. Lahore: Manshūrāt, 1421 AH/2000, 31.

28۔ʻAlvī, *Jadīd Taḥrīk-e-Niswān aur Islām*, 31.

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جائیداد خواتین کے نام ہو اگر کہیں ایسا کچھ نظر آتا ہے تو اس کے پیچھے بھی کچھ مقاصد ہوتے ہیں۔ ابھی ٹیکس یا فراڈ سے بچنے کے لئے جائیداد بیوی یا بیٹیوں کے نام کر دی جاتی ہے۔ عورت صرف دکھاوے کی حد تک مالک ہوتی ہے۔ لیکن پس پردہ اس کا مالک صرف مرد ہی ہوتا ہے عورت کو اس میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ بینک بیلنس بھی عموماً شوہر کے ہاتھ میں ہی ہوتا ہے اور عورت کو رشتوں کے نام پر اکثر بلیک میل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بیوی یا بیٹی اپنی جائیداد کا مطالبہ کرتی ہے تو اس سے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات جائیداد کا مطالبہ سسرالی رشتہ داروں کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ جائیداد کی خرید و فروخت اور اس کی منتقلی میں عورت کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتی۔ اگر عورت کو جائیداد میں سے کوئی حصہ مل بھی جاتا ہے تو اکثر اوقات شوہر اس پر قابض ہو جاتے ہیں۔

حالانکہ پاکستان میں 1962ء کے شخصی قانون میں پہلی مرتبہ کھلے لفظوں میں عورت کے لئے وراثت کے حقوق مقرر کیے گئے۔ اور وراثت کے اسلامی حقوق قانون کی طرف سے قابل حصول اور قابل نفاذ تصور کیے گئے لیکن رواج کو اس کے مضبوط مورچے سے آسانی سے نہیں نکالا جا سکتا۔

> "حالانکہ اگر عملاً عورتوں کے حقوق کا تجزیہ کیا جائے تو عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے دور میں خواتین اپنے حقوق سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتی تھی رفتہ رفتہ اسلام کے دیگر احکام کی طرح خواتین کے حقوق اور مراعات پر بھی زد پڑی اور دوبارہ عورت پر وہ حالات عود کر آنا شروع ہو گئے جو اسلام سے پہلے تھے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عورت کو مسلم معاشرے میں بہت احترام اور شرف ملا لیکن شاہی طبقے اور چند خاص طبقوں کو چھوڑ کر عام خاتون جہالت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ برصغیر کی خاتون کی حالت تو ہندو معاشرے کے زیر اثر اور بھی پتلی ہو گئی ہے لہذا بیوی ہو یا بہن عملاً وراثت سے محروم کر دی گئی ہے۔"[29]

خواتین کا وراثت کے حوالے سے بل پاس:

پاکستانی معاشرے میں خواتین پہلے ہی مظلوم ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کو وراثت میں ملنے والی جائیداد میں بڑا حصہ ملے کیونکہ وہ گھر سے باہر نہیں نکلتی ہیں اور مالی طور پر خود کفیل نہیں ہیں۔ اگر زیادہ نہیں دے سکتے تو کم از کم ایک برابر حصہ دیں۔ برابر کے حصہ سے محرومی اسے شدید مالی نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ پاکستان کی سینیٹ نے وراثت میں ملنے والی جائیداد میں خواتین کے حصہ سے متعلق تنازعات اور مقدمات کو تیز کرنے کے لیے ایک بل منظور کیا ہے۔ بہت سے حلقوں کا مطالبہ ہے کہ عورتوں کو وراثت میں ملنے والی جائیداد پر مساوی حق حاصل ہے۔ پاکستان نے گزشتہ دو دہائیوں میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے بہت سے قوانین بنائے ہیں اور کچھ قوانین پچھلے سال جائیداد کے حوالے سے بنائے گئے تھے جن میں اب ترمیم کی گئی ہے۔

> "پاکستان کی قومی اسمبلی کے بعد ایوان بالا یعنی سینیٹ نے بھی وراثتی جائیداد میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کا بل منظور کر لیا ہے جسے "انفورسمنٹ آف ویمن پراپرٹی رائٹس ایکٹ 2020" کا نام دیا گیا ہے۔ بل کے اغراض و مقاصد میں کہا گیا ہے کہ خواتین کو فراڈ اور جعل سازی کے ذریعے جائیداد کی ملکیت سے محروم کیا جاتا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ خواتین کے جائیداد کی ملکیت کے حق کو تحفظ دیا جائے۔ اس قانون کے تحت خواتین کو جائیداد کی ملکیت کا حق ہو گا۔ اس کے تحت

29 ۔'Alvī, Jadīd Taḥrīk-e-Niswān aur Islām, 304.

خواتین کو جائیداد کے لیے ہراساں کرنے، دباؤ ڈالنے، فراڈ یا جبر اور اس طرح کے دیگر اقدامات کے ذریعے ان کے حق سے محروم کرنے جیسے دیگر اقدامات کو روکا جائے گا"۔[30]

"دفعہ 498 A / جو کہ قانون حق وراثت کے متعلق ہے کے تحت قانونی اور شرعی لحاظ سے کسی شخص کی وفات کے بعد سب سے پہلے مرنے والے کے ذمہ اگر کوئی قرض ہے تو اس کی جائیداد میں سے سب سے پہلے وہ قرض ادا کیا جائے اور مرنے والے کی بیوہ (اگر ایک سے زیادہ بیویاں تھیں تو تمام بیوگان) کا حق مہر ادا کیا جائے اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہیں تو بیوہ کو کل جائیداد کا چوتھا حصہ ملے گا اگر اولاد ہے تو بیوی کو کل جائیداد کا آٹھواں حصہ ملے گا اگر وہ شوہر کی وفات کے بعد سسرال میں نہیں رہتی تو بھی جائیداد میں اس کا حصہ ختم نہیں ہو جاتا اسی طرح اگر وہ شوہر کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لیتی ہے تب بھی وہ اپنے پہلے شوہر کی جائیداد میں اپنے حصے کی حقدار ہے اس کا حصہ کوئی اس سے واپس نہیں لے سکتا وہ وراثت میں ملنے والی اپنے حصے کی جائیداد کو فروخت کر سکتی ہے یا جس طرح چاہے استعمال کر سکتی ہے۔

اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا بھی ہے تو ہر بیٹی کو بیٹے کے ملنے والے حصے کا کم از کم آدھا حصہ ضرور ملے گا یعنی اگر بیٹے کو زمین میں سے دس کنال کا حصہ ملتا ہے تو ہر بیٹی کا حصہ پانچ کنال ہو گا اگر بیٹے کو نقد رقم ایک لاکھ ملتی ہے تو ہر بیٹی کو پچاس ہزار ملیں گے اور دونوں کی جائیداد میں حصہ ہوتا ہے اس قانون کے تحت ہر وہ شخص جرم کا مرتکب ہو گا جو کسی جائداد کے مالک کے فوت ہونے کے بعد حصے دار عورت کو دھوکہ دہی یا کسی بھی صورت میں جائداد سے محروم کرے گا۔ عورت حق نہ ملنے کی صورت میں مقدمہ درج کروا سکتی ہے۔ اس قانون کے تحت مجرم کو 10 سال قید اور 10 لاکھ جرمانے کی سزا ہو گی جو کسی بھی صورت 5 سال سے کم نہیں ہو گی۔"[31]

تقسیم وراثت پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے سزا:

جو لوگ اللہ کے مقرر کردہ حصوں میں کوئی تبدیلی کریں یا ان پر عمل ہی نہ کریں تو وہ ایسے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں جن کی سزا مندرجہ ذیل الفاظ میں سنائی گئی ہے۔

"وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ "[32]

ترجمہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں اور اللہ کے حدود سے آگے نکل جائیں اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔"

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين"[33]

"جس شخص نے دوسرے کی ایک بالشت بھر زمین بھی ناحق غصب کر لی قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔"

30۔ Urdu News, February 14, 2020. "Khawātīn kī Wirāsat se Maḥrūmī Ab Nahīn."

31 ۔Sayyid Wasīm 'Abbās. Ḥaqūq-e-Niswān: Qawānīn aur Sazā'ēn. n.p.: n.p., 1429 AH/2008.
32 An-Nisā', 4:14.
33 ۔ Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Maẓālim, Bāb Mā Jā'a fī Sab' Ardīn, ḥadīth 3026.

اگر کوئی شخص زمین کا ایک ٹکڑا بھی لے لیتا ہے تو اللہ اسے سخت سزا دے گا کہ اسے زنجیروں میں جکڑ کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ قیامت تک اس تکلیف دہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ تو جو لڑکیوں اور اپنی بہنوں کو حصہ نہیں دیتے ان کا کیا ہو گا؟ اسی طرح کئی احادیث میں دوسروں پر ظلم کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ایسے لوگوں کو احادیث میں بدترین شخص کہا گیا ہے۔ چاہے ان کے کتنے ہی نیک اعمال ہوں، وہ ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ اگر انہوں نے کسی کی جائیداد ناحق کھالی ہے تو اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم ہو جائیں گی۔ اور انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔۔ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت کو وراثت میں حصہ نہ دینا اسلام اور حضور پاکؐ کی نظر میں بہت برا عمل ہے۔ عورت حقیقی وارث ہے چاہے وہ ماں، بہن، بیٹی یا بیوی ہو۔ یاد رہے کہ صرف زمین ہی نہیں بلکہ غیر قانونی طور پر ہر وہ چیز جو کسی دوسرے افراد کی ملکیت ہو اس پر ناحق قبضہ کرلینے والے پر عذاب ہو گا۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ:

"عن انس قال قال رسول الله من فَرَّمیراث وارثهٗ قطع الله من الجنّة یوم القیامة"[34]

"حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے کسی وارث کی میراث ختم کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جنت والی میراث ختم کر دے گا۔"

اس حدیث کے مطابق خود مرنے والا بھی شامل ہے جو اپنی موت سے پہلے اس کی جائیداد کا غلط استعمال کرتا ہے اور اس کے وارثوں کو اس سے محروم کرتا ہے۔۔ "جیسا کہ معاشرے میں دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر اولاد میں سے کسی لڑکے سے زیادہ لگاؤ ہے یا اس نے والدین کی زیادہ خدمت کی تو والد اپنی ساری جائیداد اس کے نام کر دیتا ہے۔ جس سے دوسرے وارث لڑکے اور لڑکیاں محروم رہ جاتے ہیں۔ ایسا کرنے والے جنت کی میراث سے محروم رہ جائیں گے۔"[35]

تقسیم وراثت پر عمل کرنے والوں کا انعام:

جو لوگ وراثت کی تقسیم پر عمل کرتے ہیں اور اللہ کی حدوں کو پار نہیں کرتے تو اللہ نے ایسے لوگوں کے لیے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

" تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ"[36]

ترجمہ: "یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ دے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

34 ـ Ibn Māja, Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Yazīd, Imām. Sunan Ibn Māja, Kitāb al-Waṣāyā, Bāb Ḥīf fī al-Waṣāyā. Beirut: Dār al-Fikr, 1386 AH, ḥadīth 2753.

35 ـ Muftī, Qāsimī, Nasīm Aḥmad. Islām aur Wirāsat. Karachi: Institute of Qur’ān, Dār al-‘Ulūm Islāmiyya, 1424 AH/2003, 60.

36 ـ An-Nisā’, 4:13.

اولاد کے درمیان مالی مساوات:

بعض والدین اپنی زندگی میں تمام جائیداد تقسیم کر دیتے ہیں یاد رہے کہ اپنی زندگی میں اولاد کو جو کچھ والدین دیتے ہیں مثلا کار، موٹر سائیکل، مکان، زیور، پلاٹ یا کوئی اور قیمتی چیز تو ان کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو برابر دیں۔ اور اس برابری میں لڑکے لڑکیاں بچے جوان بوڑھے تمام اولاد شامل ہیں چاہے اولاد ایک بیوی سے ہو یا ایک سے زائد بیویوں سے ان بچوں کی ماں زندہ ہو یا فوت ہو چکی ہو ہر صورت برابری کرنا فرض ہے۔ نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ جب تک آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عمرہ بنت رواحہ کے بیٹے کو ایک عطیہ دیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنالوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس جیسا عطیہ تم نے تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"فاتقوا الله واعدلوا بين أولادكم"[37]

"اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم رکھو"

اگر کوئی اولاد مالی لحاظ سے کمزور ہو تو اس صورت میں والدین اس کی ضرورت کے مطابق صرف اس کی مالی مدد کر سکتے ہیں۔ اس میں دوسرے بہن بھائیوں کو والدین سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے بلکہ خود بہن بھائیوں کو بھی تنگدست بہن بھائی کی مالی مدد کرنی چاہیے اس میں قرابت اور صدقہ دونوں کا اجر ملے گا۔

خلاصہ کلام

علم الفرائض شرعی قوانین میں اہم ترین موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم میں اس کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ کوئی بھی شخص ان احکام میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کے اصول قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ وراثت ایک ایسا حق ہے جو مرنے والے کے مال و جائیداد اس کے رشتے داروں میں تقسیم کرنے کے بارے میں وضاحت فراہم کرتا ہے تا کہ کوئی شرمندہ نہ ہو اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ وراثت کا نظام سماجی استحکام اور خاندانوں کے درمیان امن اور محبت کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو اس کے جائز حق کی ضمانت دی ہے، اور کسی بھی وارث کا حق مارنے یا تقسیم میں ناانصافی کرنے کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ وراثت کا منصفانہ نظام رشتے داروں کے درمیان محبت اور بھائی چارے کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں وراثت صرف چند افراد تک محدود ہوتی ہے باقی افراد وراثت سے محروم ہوتے ہیں یہ بات درست ہے کیونکہ اکثر گھروں میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو بیٹا باپ کے زیادہ قریب ہوتا ہے باپ اپنی جائیداد کا وارث اسے بنا دیتا ہے یہ بھی ہندووانہ طرز معاشرت کی پیداوار ہے کیونکہ ہندوؤں معاشرے میں ہی بڑے بیٹے کی اجارہ داری اور حکمرانی ہوتی ہے اور جائیداد کا وارث بھی بڑا بیٹا ہی ہوتا ہے اور اس طرز معاشرت کو ہمارے معاشرے نے بھی اپنالیا ہے۔ اسلام نے خواتین کو وراثت میں برابر حصہ دیا ہے خواتین باپ، شوہر، اور بیٹے کی جائیداد کی وارث ہوتی ہیں اور ان کا یہ حصہ کوئی کم نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کوئی اولاد مالی لحاظ سے کمزور ہو تو اس صورت میں والدین اس کی ضرورت کے مطابق صرف اس کی مالی مدد

37 ۔ Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Hiba wa Faḍlahā, Bāb al-Ashhād fī al-Hiba, ḥadīth 2447.

کر سکتے ہیں۔ اس میں دوسرے بہن بھائیوں کو والدین سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے بلکہ خود بہن بھائیوں کو بھی تنگدست بہن بھائی کی مالی مدد کرنی چاہیے اس میں قرابت اور صدقہ دونوں کا اجر ملے گا۔

تجاویز و سفارشات

وراثت ہر حال میں عورت کا حق ہے۔ بلکہ ماں باپ اور بھائیوں پر فرض ہے کہ وہ ان کا حق ادا کریں۔ لہٰذا معاشرے اور ریاست دونوں کے مفاد میں ہے کہ وہ ان رسوم ورواج کو ختم کر کے خواتین کی جائیداد اور وراثت کے حقوق کو بحال کرے۔

* وراثت کے قانون میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی فرد کی موت کے فوراً بعد اللہ کے قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے وراثت تقسیم کی جائے۔ اور اس معاملے میں تاخیر اور حوصلہ شکنی سے کام نہ لیا جائے۔
* عورت کی میراث اسے قانونی طریقے سے دی جائے۔ اور اللہ کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب سزا دی جائے اور وراثت کی باضابطہ تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔
* حصہ خواہ کم ہو یا زیادہ عورتوں کو وراثت میں حصہ دینے کے معاملے پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں مہم چلائی جائیں اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے جس طرح دیگر موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ ادب اور میڈیا کے ذریعے ان موضوعات پر بحث ہونی چاہیے تاکہ ان موضوعات کو کسی صورت بھی نظر انداز نہ کیا جا سکے۔
* جس طرح نماز اور روزہ ضروری ہیں اسی طرح وراثت کے مسئلہ پر بھی شروع سے ہی آگاہی دینی چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں عوام کو رسمی اور غیر رسمی طور پر اس سے آگاہ کیا جانا چاہیے تاکہ وہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو اس حق سے محروم نہ کریں۔
* وراثت کی ادائیگی اور جہیز کی حوصلہ شکنی کو میڈیا کے ذریعے اجاگر کیا جائے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جائیداد کی ادائیگی ہی لڑکی کے سسرال میں عزت اور وقار بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔
* اور ائمہ کرام کو وراثت کی تقسیم کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ دیگر فرائض کی ادائیگی پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ خواتین کی وراثت سے متعلق مسائل کے حوالے سے عدالتیں یا عدالتی بنچ قائم کیے جائیں۔ جہاں پر خاص و عام کی رسائی ممکن ہو اور خواتین وراثت کے حوالے سے اپنے مقدمات با آسانی درج کر سکیں اور عدالتوں کو بھی مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔

المختصر عورت کو وراثت کا حق دینے کے لیے تمام معاشروں کے علاوہ عدالتوں کی محنت، تعاون اور منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہے۔ جس طرح مہر اور نان نفقہ عورت کا شرعی حق ہے اسی طرح وراثت کے حق سے بھی عورت کو محروم نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Aṣfahānī, Rāghib. *Mufradāt al-Qur'ān*. Lahore: Islāmī Academy, Urdu Bazaar, n.d.
* Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā'īl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Beirut: Dār Ibn Kathīr al-Yamāma, 1407 AH.
* 'Alvī, Surayya Batūl. *Jadīd Taḥrīk-e-Niswān aur Islām*. Lahore: Manshūrāt, 1421 AH/2000.
* Amīr Fayāẓ. *Musalmān 'Aurat aur Yūrapī Sāzishēn*. Swat: Media Services, Mangora, 1426 AH/2005.
* Asrajī, Muḥammad ibn 'Abd ar-Rashīd Asajāwandī. [Title not provided]. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, n.d.
* Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath. *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut: Dār al-Kitāb al-'Arabī, n.d.
* Ad-Dāraquṭnī, Abū al-Ḥasan 'Alī ibn 'Umar. *Sunan ad-Dāraquṭnī*. Beirut: Dār al-Ma'ārif, 1386 AH.
* Ibn Kathīr. *Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm*. Lahore: Suhail Academy, 1403 AH/1982.
* Jaṣṣāṣ, Abū Bakr. *Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Iḥyā' at-Turāth al-'Arabī, n.d.

* Manṣūr Khālid. *‘Aurat, Khandān aur Hamāra Mu‘āshara*. Islamabad: Institute of Policy Studies, 1423 AH/2002.
* Muftī, Qāsimī, Nasīm Aḥmad. *Islām aur Wirāsat*. Karachi: Institute of Qur’ān, Dār al-‘Ulūm Islāmiyya, 1424 AH/2003.
* Muḥyī ad-Dīn ‘Abd al-Ḥamīd. *Aḥkām al-Mawārīth*. Cairo: Dār al-Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyya, 1367 AH/1947.
* Qārī, Muḥammad Ṭāhir. *‘Ā’ilī Qawānīn aur Pākistānī Siyāsat*. Lahore: Jang Publishers, Sir Agha Khan Road, 1420 AH/1999.
* Rabīn Hāwī, Mubashshir al-Ḥaq. *Islāmī Samāj*. Delhi: Council barā-e Farūgh Urdu Zabān, 1422 AH/2001.
* Sayyid Wasīm ‘Abbās. *Ḥaqūq-e-Niswān: Qawānīn aur Sazā’ēn*. n.p.: n.p., 1429 AH/2008.
* Umm ‘Abd Munīb. *Taqsīm-e-Wirāsat aur Hamāra Mu‘āshara*. Lahore: Mashriba ‘Ilm-o-Ḥikmat, Nadeem Town, Multan Road, n.d.
* Umm ‘Abd Munīb. *Tarz-e-Rihā’ish: Alag yā Mushtaraka*. Lahore: Mashriba ‘Ilm-o-Ḥikmat, n.d.